THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj
Journal home page: http://siarj.com

شرعی احکامات کی تخفیف میں قواعد وکلیات کی فقہی حیثیت

JURISPRUDENTIAL STATUS OF RULES OF LAW IN MITIGATION OF SHARIAH ORDERS

1. **Abdul Majid**
Post Doc Fellow, International Islamic University, Islamabad, Vice Principal, Al-Beruni Education System, Jamia tur Rasheed, Karachi, Pakistan.
Email: drhfzimran@gmail.com
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0002-5840-1646

2. **Shehzad Channa**
Post Doc Fellow and Assistant Professor, International Islamic University, Islamabad, Pakistan
Email: shahzadchanna@yahoo.com
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0002-5586-9518

To cite this article:

Majid, Abdul, and Shehzad Channa. "JURISPRUDENTIAL STATUS OF RULES OF LAW IN MITIGATION OF SHARIAH ORDERS." The Scholar Islamic Academic Research Journal 8, No. 2 (December 31, 2022)

To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar2

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 8, No. 2 || July -December 2022 || P. 16-29
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue15urduar2
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar2
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2022-12-31

CC BY NC SA
Open Access

شرعی احکامات کی تخفیف میں قواعد وکلیات کی فقہی حیثیت

JURISPRUDENTIAL STATUS OF RULES OF LAW IN MITIGATION OF SHARIAH ORDERS

Abdul Majid, Shehzad Channa

ABSTRACT:

The welfare of humankind in individual and collective live is in believing and following Islamic way of life. Islamic code of life exalts the humankind to new dimensions. It has a code of life for all times and universal, not subservient to time and space. On the contemporary, Islamic code of life with all its manifestation is as much work-able and needed today as it was it was in the early glorious period of Islam. Allah, in all His mercy has made the "Islam" simple, workable with exceptions and relief wherever one feels difficulty, danger or deprivation. Based on the Quran, the Holy Prophet guided the followers on such matter where exceptions or relief was needed. After the Holy Prophet, the responsibility of guidance was taken out by his companions, after their period the Imams coded all the problems in "Fiqah". Today the humankind, particularly Muslims face new challenges regarding different problems in the matter of practice. This study has established guidance and solutions in the form of exceptions and relief given in Sharia. The hallmark of it is that Allah and his Prophet has provided relief where ever it is needed.

Keywords: Welfare of Humankind, Islamic Way of Life, Code of Life, Rules, Law, Shariah, Orders

کلیدی الفاظ: فلاح انسانیت، اسلامی، طریقہ زندگی، ضابطہ حیات، قواعد، کلیات، فقہی

قواعد و کلیہ کی تعریف، ارتقاء اور اہمیت:

قاعدہ کلیہ کی تعریف:

عربی زبان میں قاعدہ کے لغوی معنی کسی عمارت کی بنیاد کے ہوتے ہیں، کسی مملکت کے دار الحکومت کو بھی قاعدہ کہا جاتا ہے کہ وہ بھی مملکت کی بنیاد کی طرح اہمیت رکھتا ہے۔ قرآن میں میں لفظ قاعدہ بنیاد ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت واسماعیل۔[1]

اور جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے۔"

قواعد سے مراد وہ رہنما اصول اور ضوابط کلیہ ہیں جن کے تحت متعدد ایک جیسے ایسے شرعی احکام آتے ہیں جن پر ان فقہی ضابطوں کا اطلاق ہوتا ہے۔ بعض علماء اصول نے اس کی تعریف یوں بھی کی ہے۔"

وہ اصول یا حکم جو کلی نہ ہوں۔ بلکہ اس کا اطلاق بلاواسطہ اکثر فقہی جزئیات پر ہوتا ہو"۔

ان قواعد کلیات سے فقہی استنباط تک رسائی ہوتی ہے۔"[2]

شرعی ادلہ میں سب سے پہلے قرآن و سنت کی نصوص ہیں اور یہ ہر استنباط کا مرجع ہیں اور ہر دلیل کی سند ہیں اور یہ نصوص عربی زبان میں وارد ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ علماء اصول نے جو ان کی پہچان بیان کی ہے وہ جانی جائے کہ ان قواعد کلیات کے الفاظ اپنے معنی میں کس طرح استعمال ہوتے ہیں اور اپنے معنی پر کس طرح دلالت کرتے ہیں۔

ارتقاء اور اہمیت:

نئے اصول اور کلیات کی دریافت کا کام دور صحابہ کرامؓ ہی سے شروع ہو گیا تھا اس میدان میں صحابہ کرامؓ کے تلامذہ نے زور شور سے کام کیا۔ وہ عمومی اصول اور قواعد کلیات جو بہت بعد میں اپنی موجودہ عبارتوں میں مرتب ہوئے، اپنی ابتداء اور مجرد (Abstract) شکل میں صحابہ کرامؓ کے سامنے تھے۔ صحابہ کرامؓ کو اس کی ضرورت نہیں تھی اور

---

[1] Al-baqara 2:12

[2] Ibn e nujaim, fathul ghafar bi sharhil manar, p. 7, Mustafa albabi alhalabi, Egypt, 1936.

نہ وہ اس کے محتاج تھے کہ قرآن وسنت سے استنباط اور استدلال کرتے وقت ان وسائل استدلال اور آلات سے کام لیں جن کی متاخرین کو ضرورت محسوس ہوئی، بلکہ اپنے خالص ذوق عربیت، حیرت انگیز اور خداد بصیرت اور بے مثال تربیت نبویؐ کی بدولت صحابہ کرامؓ قریب قریب جبلی طور پر ایسے استعدادی ملکہ کے حامل ہو گئے تھے جس کی وجہ سے ان کو زبان رسالت سے نجوم ہدایت کا خطاب ملا [3]

اصول فقہ، قواعد کلیہ اور علم فروق واشباہ کی بنیادیں خود علم فقہ سے بھی پہلے پڑنا شروع ہو گئی تھیں۔ اصول فقہ نے بہت سے اہم قواعد بالیقین براہ راست کبار صحابہؓ کے وضع کردہ ہیں۔ دوسری صدی ہجری کے اوائل میں جب ائمہ مجتہدین اصول فقہ کی تدوین میں مصروف تھے، تعبیر قانون کے اصول کو مرتب کیا جا رہا تھا اور قرآن مجید اور سنت رسول میں بیان کردہ جزئی احکام کے پردہ میں پوشیدہ کلیات کی دریافت کا کام زور وشور سے جاری تھا، انہی دنوں قواعد کلیہ کی بنیاد بھی رکھی جا چکی تھی، امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن الحسن شیبانیؒ اور امام محمد بن ادریس شافعیؒ کی فقہی میں ایسے بہت سے قواعد بکھرے ہوئے ہیں جن کو بعد میں آنے والے فقہاء نے مرتب کیا اور ان کی بنیاد پر علم قواعد کلیہ کو باقاعدہ شکل دی۔

اگرچہ سردست یہ کہنا مشکل ہے کہ دوسری صدی ہجری کے جن مجتہدین کی تحریروں میں ایسے کلیات بکھرے ہوئے ہیں، انہوں نے ان کو بالارادہ قواعد کلیہ کی ہی حیثیت میں مرتب کیا تھا، تاہم یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ ان حضرات کے زمانہ میں قانون اسلامی کے اصول وکلیات کی تنقیح کا اتنا کام ہو چکا تھا کہ تیسری صدی ہجری کے فقہا کے لیے قواعد کلیہ کے نام سے جداگانہ علم کی تدوین ممکن ہو سکی۔

شرعی قواعد کلیہ چند دنوں میں وضع نہیں ہوئے، نہ یہ سب کسی ایک مرحلہ میں اپنی موجودہ شکل میں مرتب ہوئے، ان کی ترتیب کی صورت دنیا کے دیگر قوانین کی طرح نہیں ہوئی، ان کی بنیادیں تو قرآن وسنت کے احکام اور صدر اسلام کے ائمہ کرام کے وہ اجتہادات ہیں جو انہوں نے سالہا سال سے قرآن وسنت میں غور وفکر کے بعد کے ے تھے۔ جوں جوں فقہائے کرام قرآن وسنت کے احکام پر غور کرتے رہے، ان کے سامنے ان احکامات کا بنیادی فلسفہ، حکمت اور اصول واضح ہوتے گئے اور ہر زمانہ کے فقہاء ان اصول کو مناسب عبارتوں میں مرتب ومدون کرتے رہے، انہوں نے اپنے مطالعہ اور غور وفکر سے نئے نئے قواعد وضوابط دریافت کرتے اس ذخیرہ میں اضافہ کرتے رہے۔ اس

---

[3] Mishakat ul masabih, part 3, p. 554, bab manaqib sahaba, qadeemi kutub khana, aram bagh, Karachi.

طرح کم و بیش ایک ہزار سال کی اجتماعی کاوشوں کا یہ ثمرہ قواعد کلیہ کے اس بے بہا خزانہ کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

شروع شروع میں جب قواعد کلیہ وضع ہونا شروع ہوئے اور مختلف فقہاء نے اپنے مطالعہ اور بصیرت کی بنیاد پر احکام شرعیہ کی حکمتوں اور مصلحتوں پر غور کر کے ان کو بنیادی اصول و کلیات کے تحت منضبط کرنے کا کام شروع کیا تو ایک انتہائی مقبول اور بلند پایہ علم قرار پایا۔ جن اصحاب علم کو قواعد کلیہ سے واقفیت پیدا ہوئی ان کو فقہائے حلقہ میں نمایاں مقام اور خصوصی حیثیت حاصل ہوئی۔

قواعد و کلیات کے ذریعے شارع کے مقصد کو جانا جاتا ہے اور نصوص اور احکام کے درمیان تعارض ختم کرنے میں ان سے مدد لی جاتی ہے۔ ادلہ اور احکام کے درمیان ترجیح دینے میں بھی ان کلیات کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔

قواعد کلیہ کی فقہی و قانونی حیثیت:

فقہی اور قانونی اصطلاح کے اعتبار سے قاعدہ کا مفہوم دوسرے علوم و فنون سے مختلف مفہوم رکھتا ہے۔ کسی فقہی قاعدہ کا اطلاق، اس کے ذیل میں آنے والے تمام حالات و مسائل پر نہیں بلکہ صرف اس کی بیشتر صورتوں پر ہوتا ہے اور بہت سی صورتیں بہر حال ایسی ہوتی ہیں جو اس قاعدہ کے اطلاق سے باہر رہتی ہیں۔ فقہی قاعدہ کی تعریفات میں یہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ اس کا اطلاق اس کی تمام جزئی صورتوں پر نہیں بلکہ اکثر صورتوں پر ہوتا ہے۔ ایسی چند تعریفات یہ ہیں:

حکم اغلب ینطبق معظم جزئیاته۔[4]

''وہ ایسا حکم ہے جو اکثریت کی بنیاد پر ہوتا ہو اور اپنے تحت آنے والی بیشتر جزئیات پر منطبق ہوتا ہو۔''

بیسویں صدی کے نامور فقیہ استاذ مصطفی احمد الزرقاء ان تعریفات سے مطمئن نہیں ہیں ان کی رائے میں ان میں سے کوئی تعریف بھی اتنی جامع، واضح اور مکمل نہیں ہے کہ پڑھنے والے کو اس کی مدد سے قاعدہ کلیہ کی حقیقت و ماہیت سے بخوبی آگاہی حاصل ہو جائے۔ انہوں نے خود ایک تعریف وضع کی ہے جس سے قواعد کلیہ کی حقیقت اور ماہیت اچھی طرح سامنے آجاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں:

اصول فقهية كلية فى نصوص موجزة دستورية تتضمن احكاما تشريعية عامة فى الحوادث التى

---

[4] Syed ahmed bin mohammad, sharah hamvi, ibn e nujaim, p. 19, publisher munshi novel Kishore, lakhnow.

تدخل تحت موضوعها۔[5]

"قواعد کلیہ وہ عمومی فقہی اصول ہیں جن کو مختصر قانونی زبان میں مرتب کیا گیا ہو اور جن میں ایسے عمومی قانونی اور فقہی احکام بیان کیے گئے ہوں جو اس موضوع کے تحت آنے والے حوادث و واقعات کے بارہ میں ہوں۔"

جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ بیشتر قواعد کلیہ وہ ہیں جو محض اکثر صورتوں میں اپنی جزئیات پر منبطق ہوتے ہیں، اس لیے ان کے بارے میں یہ واضح رہنا چاہیے کہ یہ قواعد کسی مستقل بالذات شرعی دلیل نہیں رکھتے۔ یہ خود اپنی ذات میں ماخذ قانون نہیں ہیں کہ محض کسی قاعدہ کلیہ کی بنیاد پر کوئی قانون وضع کیا جاسکے۔ ماخذ قانون صرف قرآن مجید اور سنت رسول ہیں، یا وہ اجماع اور اجتہاد و قیاس ہیں جو قرآن و سنت کی بنیاد پر وقوع پذیر ہوئے ہیں۔

قاعدہ کلیہ کی حیثیت صرف یہ ہے کہ وہ زیر بحث موضوع سے متعلق فقہ اسلامی کی عمومی فکر اور منہاج کو واضح کرتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں معاملہ میں فقہ اسلامی کا انداز فکر کیا ہے، فلاں معاملہ میں قیاس و اجتہاد کا رخ کیا ہے، یا فلاں مسئلہ میں فقہی حکم معلوم کرنے کا عمومی اسلوب کیا ہے۔ جس طرح فقہ سے دوسرے جزوی اور فروعی احکام براہِ راست یا بالواسطہ قرآن و سنت سے ماخوذ ہیں، اسی طرح قواعد کلیہ بھی قرآن و سنت سے ماخوذ ہیں۔ اگر کوئی قاعدہ کلیہ قرآن و سنت کے کسی حکم سے متعارض ہو تو اس کی سرے سے کوئی حیثیت نہیں۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی قاعدہ کلیہ کی بنیاد پر کوئی بھی استدلال کرنا یا کسی بھی نئی پیش آمدہ صورت حال پر اس کو منطبق کرنا ہمیشہ غلط ہوتا ہے۔ قاعدہ کلیہ سے استدلال کرنا اور کسی نئی صورت حال پر اس کو منطبق کرنا درست ہے، لیکن اس فرق کے ساتھ کہ اس استدلال کو محض مجازاً ہی استدلال کیا جائے گا۔ یہ وہ استدلال نہیں ہوگا جو کسی دلیل شرعی (ماخذ قانون) کی بنیاد پر ہوتا ہے۔[6]

قواعد کلیہ کے فوائد:

قواعد کلیہ کی قانونی اور عدالتی اہمیت سے قطع نظر ان کی تعلیمی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ استاد مصطفیٰ احمد الزرقا کے بقول یہ قواعد فقیہ بنانے اور فقہ میں درک (ادراک کی صلاحیت) پیدا کرنے کے اصول ہیں۔ عدالتی فیصلوں کی بنیاد بننے والے قوانین نہیں ہیں۔[7]

---

[5] M.salam madkor, almukhil ul fiqhil aam, v. 2, p. 947, dar ul kutub alhadis, Kuwait.
[6] Khalid irfan, ilme asool fiqah,v. 2, p343.
[7] Zarqae, Mustafa ahmed, almukhil ul fiqhil aam, v. 2, p. 949, Darul fikerm beruit, 1968.

مجلۃالاحکام العدلیہ کے فریقین و مرتبین نے بھی مجلہ کے پہلے باب میں جہاں ننانوے قواعد کلیہ بیان کے ے ہیں، وہاں انہوں نے دفعہ نمبر ا میں قواعد کلیہ کے فائدے اور ضرورت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے، ان کی رائے میں قواعد کلیہ کے فوائد یہ ہیں!

ا۔ یہ قواعد فقہ کے لٹریچر کے معتبر اور مسلم اصول ہیں، فقہا کے طرزِ استدلال سے واقف ہونے کے لیے ان کا جاننا بہت ضروری ہے۔

۲۔ فقہی احکام کی پشت پر جو عمومی انداز فکر کارفرما ہے، اس سے ایک عمومی واقفیت پیدا کرنے کے لیے ان قواعد کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

۳۔ قواعد کلیہ کے مطالعہ سے فقہی احکام سے ایک گونہ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔

۴۔ قواعد کلیہ کے مطالعہ سے فقہ اسلامی میں گہرا ادراک حاصل ہو جاتا ہے۔

۵۔ منتشر و متفرق فقہی مسائل کو مرتب و منضبط کرنے اور انہیں ایک مربوط قانونی حکم کے تحت لانے میں مدد ملتی ہے۔

۶۔ فروع اور جزئیات چونکہ بے شمار ہیں اس لیے ان سب کے تفصیلی دلائل یاد کرانا اور مستحضر (سامنے رکھنا) مشکل ہے۔ اگر قواعد کلیہ اور ان کے ماخذ و دلائل سے ایک بار واقفیت پیدا ہو جائے تو ان کے تحت آنے والے فروع و جزئیات کی جڑ ہاتھ آجاتی ہے۔

۷۔ قواعد کلیہ سے واقفیت کے بعد انسان کے لیے روزمرہ زندگی میں شریعت کے نقطہ نظر کو جاننا اور اپنے معاملات پر منطبق کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ [8]

شریعت کے اساسی قواعد و کلیات:

اساسی قواعد کلیات مندرجہ ذیل ہیں:

۱- الامور بمقاصدها [9]

"معاملات کا دار و مدار ان کے مقصد پر ہوتا ہے۔"

[8] Ausaf, yousuf, mirat ul mujallah, v1, p4, almatba ul umomiya, Egypt.
[9] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 13.

۲- الیقین لایزول بالشك-[10]

''یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔''

زرکشی نے عبارت اس طرح ذکر کی ہے۔

مایثبت بیقین لایرتفع الا بیقین [11]

''جو چیز یقینی طور پر ثابت ہو جائے وہ صرف یقین ہی سے ختم کی جاسکے گی۔''

۳- المشقۃ تجلب التیسیر [12]

''مشقت سہولت لاتی ہے۔''

۴- لاضرر ولا ضرار[13]

"نہ نقصان پہنچاؤ نہ نقصان اٹھاؤ۔"

اہم مشترک قواعد و عمومی قواعد:

اہم مشترک قواعد و عمومی قواعد مندرجہ ذیل ہیں:

۱- التابع تابع -[14]

''تابع پر تابع ہی کا حکم لگایا جائے گا۔''

۲۔ تصرف الامام علی الرعیۃ منوط بالمصلح -[15]

''عوام کے معاملات میں حکومت کا عمل دخل مصلحت پر مبنی ہو گا۔''

۳- الاکراہ یسقط اثرالتصرف فعلا کان اوقولا-[16]

''جبر واکراہ تصرف کے اثرات کو ساقط کر دیتا ہے خواہ یہ جبر بالفعل ہو یا قول کے ذریعے ہو۔''

۴۔ اذا تعارض الواجب والمحظور یقدم الواجب-[17]

---

[10]Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 18.
[11] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 18
[12]Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 48.
[13] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 52.
[14]Atasi, sharah ul majallah, v. 1, 107.
[15] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, 141.
[16] Saleem rustum baz, sharah almajallah, v1, p. 560, darul kutub al ilmiya, bairuit.

''جب واجب اور ممنوع میں تعارض ہو تو واجب مقدم ہو گا۔''

۵۔ البقاء اسهل من الابتداء۔[18]

باقی رکھنا، ابتداء کرنے سے آسان ہے۔

٦۔ ماحرم اخذه حرم اعطاء ۔[19]

''جس کا لینا حرام ہے، اس کا دینا بھی حرام ہے۔''

۷۔ ما حرم استعماله حرم اتخاذه۔[20]

''جس چیز کا استعمال حرام ہے، اس کا رکھنا بھی حرام ہے۔''

۸۔ جناية العجماء جبار ۔[21]

''جانوروں سے جو نقصان ہو، اس کا کوئی معاوضہ نہیں۔''

۹۔ الامر بالتصرف فی ملک الغیر باطل۔[22]

''دوسرے کی مملوکہ چیز میں تصرف کا حکم باطل ہے۔''

۱۰۔ اذا تعذر الاصل یصار الالبدل۔[23]

''جب اصل دشوار ہو جائے تو اس کا بدل تلاش کیا جائے گا۔''

۱۱۔ اذا زال المانع عاد الممنوع [24]

''جب مانع دور ہو جائے تو ممنوع علیٰ حال قائم ہو جائے گا۔''

۱۲۔ ماجاز بعذر بطل بزواله[25]

''جو بات کسی عذر کی بناء پر جائز قرار دی گئی ہو، عذر ختم ہونے کے بعد جائز نہیں ہو گی۔''

---

[17] Zar kashi, badar uddim mohammad bin bahadur, al bahrul muheet, p2, darul safwa, Kuwait, 1992.
[18] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 138.
[19] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 77.
[20] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 77.
[21] Atasi, sharah ul majallah, v.1, p. 258.
[22] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p 258.
[23] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 127.
[24] Atasi, sharah ul majallah, v.1, p. 61.
[25] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 59.

عمومی قواعد:

۱۔ قاعدہ کلیہ

الامور بمقاصدها ۔[26]

''امور اپنے مقاصد کے لحاظ سے دیکھے جائیں گے۔''

یعنی کسی کام کے بارے میں جو حکم دیا جائے گا، اس کی بنیاد اس مقصد پر ہو گی جو اس کام سے مقصود تھا۔ لوگوں کے اعمال وافعال اور ان کے قولی و فعلی تصرفات کے قانونی نتائج اور احکام دار و مدار کرنے یا کہنے والے کی نیت پر ہوتا ہے، جیسی نیت اور ارادہ ہو گا، ویسے ہی اس قول یا فعل کے قانونی نتائج مرتب ہوں گے اور ویسے ہی اس پر فقہی احکام کا اطلاق ہو گا۔[27]

۲۔ قاعدہ کلیہ

اليقين لايزول بالشک ۔[28]

''یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔''

یہ شریعت کا ایک نہایت اہم اور بنیادی قاعدہ ہے۔ اس کی تائید قرآن مجید، سنت اور عقل سب سے ہوتی ہے۔ یقین کا درجہ بہر حال شک سے اونچا اور مضبوط ہے لہٰذا محض شک کی بنیاد پر کسی حکم کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ عبادات، معاملات اور جنایات وغیرہ سے لے کر تمام قانونی معاملات میں اس قاعدہ کلیہ پر عمل درآمد ہوتا ہے۔[29]

فقہا کے نزدیک کسی شے کے وقوع یا عدم وقوع پر دل کا ٹھک جانا اور قطعی طور پر مطمئن ہو جانا، یقین کہلاتا ہے۔

اليقين عند الفقهاء وهو جزم القلب بوقوع الشيء او عدم وقوعه۔[30]

۳۔ قاعدہ کلیہ

الاصل فی الشياء الا باحة حتیٰ يدل الدليل علی التحريم ۔[31]

''اشیاء میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں جب تک کہ کوئی دلیل ان کے حرام ہونے پر دلالت نہ کرے۔''

---

[26] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, Almuqadama, p. 13.
[27] Zarqae, Mustafa ahmed, , almukhil ul fiqhil aam, v. 2, p. 965.
[28] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 18.
[29] Zarqae, Mustafa ahmed, , almukhil ul fiqhil aam, v. 2, p. 967.
[30] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 18.
[31] Ibn e nujaim, al ishbah wn nazaer, v. 1, p. 66.

اس قاعدہ کا اطلاق ان اشیاء پر ہوتا ہے، جن کے بارے میں شریعت خاموش ہو اور اس نے کوئی واضح حکم نہ دیا ہو۔ یہ دلیل شوافع کی ہے۔ احناف کہتے ہیں کہ اشیاء میں اصل یہ ہے کہ وہ حرام ہیں جب تک ان کے مباح ہونے پر کوئی دلیل نہ ہو۔[32]

احناف کا موقف یہ ہے کہ شریعت سے قبل کسی چیز کا کوئی حکم ہنیں ہے انسان کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا اس وقت مکلف ہے جب وہ ان سے متعلق علم حاصل کرے اور ان کی کیفیت جان لے۔[33]

۴۔ قاعدہ کلیہ

الاصل بقاء ما کان علیٰ ما کان

''اصل یہ ہے کہ جو چیز جیسے تھی وہ ویسی ہی باقی رہے گی جیسے کہ تھی۔''

استاد مصطفیٰ احمد الزرقاء نے اس قاعدہ کو الیقین لا یزول بالشک، کا ایک فروعی قاعدہ قرار دیا ہے۔ یہ وہی اصول ہے جسے اصول فقہ میں استصحاب کہا جاتا ہے، یعنی کسی زمانے میں جو حالت موجود تھی، اس کے بارے میں یہ سمجھا جائے گا کہ وہ بعد میں بھی باقی رہی، یہاں تک کہ اس کا ختم ہو جانا یا بدل جانا ثابت ہو جائے۔ چنانچہ اگر کوئی مقروض دعویٰ کرے کہ وہ قرض خواہ کو قرض کی رقم واپس کر چکا ہے، قرض خواہ اس کا انکار کرے اور مقروض کے پاس اس امر کا کوئی ثبوت نہ ہو تو قرض خواہ کی بات درست تسلیم کی جائے گی بشرطیکہ وہ حلفیہ بیان دے کہ اس نے رقم وصول نہیں کی۔

۵۔ قاعدہ کلیہ:

القدیم یترک علیٰ قدمه

''قدیم کو اس کی قدامت پر چھوڑ دیا جائے گا''

اس قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ جو کام قدیم زمانے سے کرتے چلے آرہے ہوں یا جو فوائد کسی کام سے وہ قدیم زمانے سے اٹھاتے آرہے ہوں اور یہ کام، فوائد وغیرہ جائز اور مشروع بھی ہوں تو وہ جوں کے توں باقی رکھے جائیں گے۔[34]

اس قاعدہ پر اس لیے عمل کیا جائے گا تاکہ اہل اسلام کے متعلق حسن ظن قائم رہے کہ انہوں نے کسی شرعی وجہ کے پیش نظر ہی اس امر کو اختیار کیا ہو گا۔[35] لیکن یہ قاعدہ مطلق نہیں بلکہ ایک مخصوص قید کے ساتھ مقید ہے جو یہ

[32] Ibn e nujaim, al ishbah wn nazaer, v. 1, p. 66.
[33] Ibn e nujaim, al ishbah wn nazaer, v. 1, p. 66.
[34] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 23.
[35] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 23

ہے کہ اگر قدیم عمل باعث ضرر ہو یا غیر مشروع ہو تو اس کو اختیار نہیں کیا جائے گا، اس صورت میں قدیم کی قدامت کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا۔[36]

۶۔ قاعدہ کلی:

الضرر یزال

''ضرر دور کیا جائے گا۔''

جلال الدین سیوطیؒ اور زین الدین ابن نجیم نے اس قاعدہ کو بنیادی اور اہم ترین قواعد میں شمار کیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ضرر کو ختم کیا جائے اور ایسے اقدامات کے ے جائیں جن سے نہ صرف ضرر کی تمام موجود اور ممکنہ صورتیں ختم ہو جائیں بلکہ وہ راستے بھی بند ہو جائیں جن سے مستقبل میں ضرر پیدا ہو سکتا ہے، متعدد احادیث سے ثابت ہے:

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

لاضرر ولا ضرار فی الاسلام -[37]

''اسلام میں نہ کسی کو تکلیف دینا ہے اور نہ خود تکلیف اٹھانا ہے۔''

اس حدیث کو امام مالکؒ، حاکمؒ، بیہقیؒ، دار قطنیؒ اور ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ نہ تو کوئی شخص کسی کو نقصان پہنچائے اور نہ نقصان کے بدلے میں حد سے بڑھ کر کسی مزید نقصان کا (دوسروں کے لے ے) باعث بنے۔

فقہ کے بہت سے ابواب میں کئی مسائل کی بنیاد اس قاعدہ پر ہے۔

۷۔ قاعدہ کلیہ:

درء المفاسد اولیٰ من جلب المنافع۔

''مفاسد کو دور کرنا حصول منفعت پر مقدم ہے۔''

مفاسد کے پھیلنے کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے، اس کے برعکس مثبت فوائد دیر میں حاصل ہوتے ہیں، اس لے ے حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ برائی کو اس کے آغاز ہی میں دبا دیا جائے، چاہے اس کے نتیجے میں بعض منافع اور فوائد سے محروم ہوں

[36] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 23
[37] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 52.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 16-29
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar2

پڑے،اسی لیے شریعت نے نواہی اور منکرات سے بچنے پر بہت زور دیا ہے۔[38]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فاذا نھیتکم عن شی فاجتنبوہ واذا امرتکم بامر فاتوا منہ ماستطعتم۔[39]

''جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچے رہو اور جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو جہاں تک تم سے ممکن ہو، اسے بجالاؤ''

شارع مجلۃ الاحکام العدلیۃ نے کہا ہے کہ جب کسی مفسدہ اور مصلحت کا مقابلہ ہو تو اکثر حالات میں مفسدہ کو دور کرنا اولیٰ ہے۔[40]

ان اللہ تجاوز عن امتی الخطاء والنسیان وماستکرھوا علیہ -[41]

''بے شک اللہ نے معاف کر دیا میری امت کو خطا اور بھول سے اور اس سے جس پر وہ مجبور کیے گئے ہوں۔''

تخفیف کے قواعد طہارت میں:

۱- المشقۃ تجلب التیسیر-[42]

''مشقت سہولت لاتی ہے۔''

۲- اذا تعذر الاصل یصار الالبدل -[43]

''جب اصل دشوار ہو جائے تو اس کا بدل تلاش کیا جائے گا۔''

۳- ماجاز بعذر بطل بزوالہ -[44]

''جو بات کسی عذر کی بناء پر جائز قرار دی گئی ہو، عذر ختم ہونے کے بعد جائز نہیں ہو گی۔''

عبادات میں:

۱- الیقین لایزول بالشك[45]

[38] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 70.
[39] Bukhari, al saheeh lil bukhari, part 4, p2042, hadith 7288.
[40] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p70.
[41] Hakim nishapuri, almustadrik, maktaba almaarif, Riyadh,saudia.
[42] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 48.
[43]Atasi, sharah ul majallah, v1, p. 127.
[44] Atasi, sharah ul majallah, v1, p -59.
[45] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p -18.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 16-29
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar2

''یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔''

۲- اذا تعارض الواجب والمحظور يقدم الواجب-[46]

''جب واجب اور ممنوع میں تعارض ہو تو واجب مقدم ہو گا۔''

معاملات میں:

ا۔ماحرم اخذه حرم اعطاء۔[47]

''جس کا لینا حرام ہے،اس کا دینا بھی حرام ہے۔''

۲۔ ما حرم استعماله حرم اتخاذه -[48]

''جس چیز کا استعمال حرام ہے،اس کا رکھنا بھی حرام ہے۔''

۳- جناية العجماء جبار -[49]

''جانوروں سے جو نقصان ہو،اس کا کوئی معاوضہ نہیں۔''

۴- الامر بالتصرف فی ملك الغير باطل-[50]

''دوسرے کی مملوکہ چیز میں تصرف کا حکم باطل ہے۔''

۵- اذا تعذر الاصل يصار الالبدل -[51]

''جب اصل دشوار ہو جائے تو اس کا بدل تلاش کیا جائے گا۔''

٦- اذا زال المانع عاد الممنوع-[52]

''جب مانع دور ہو جائے تو ممنوع علیٰ حال قائم ہو جائے گا۔''

---

[46] Zar kashi, badar uddim mohammad bin bahadur, al bahrul muheet, p. 2.
[47] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p -77.
[48] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 77.
[49] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 258.
[50] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 260.
[51] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 127.
[52] Atasi, sharah ul majallah, v. 1, p. 61.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 16-29
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar2

۷- الاصل فی الشیاء الاباحة. حتیٰ یدل الدلیل علی التحریم [53]

"اشیاء میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں جب تک کہ کوئی دلیل ان کے حرام ہونے پر دلالت نہ کرے۔"

۸- الاکراہ یسقط اثرالتصرف فعلاکان اوقولا۔ [54]

"جبر واکراہ تصرف کے اثرات کو ساقط کردیتا ہے خواہ یہ جبر بالفعل ہو یا قول کے ذریعے ہو۔"

حاصل بحث:

قواعد فقہیہ، قانونی حیثیت سے زیادہ تعلیمی اہمیت کے حامل ہیں، کیونکہ اس سے فقہ کی فہم اور شریعت اسلامیہ کے اسرار ورموز کا علم حاصل ہوتا ہے۔اس علم سے کثیر تعداد میں جزئیات یاد کرنے سے نجات مل جاتی ہے۔اس علم میں مہارت رکھنے والے فکری انتشار اور فقہی اختلافات سے بچ جاتے ہیں اور اسی علم سے مقاصد شریعت کا ادراک بھی حاصل ہوتا ہے، لہٰذا محض اس کی قانونی حیثیت کو سامنے رکھ کر اس علم سے بے اعتنائی برتنا کسی بھی طرح درست نہیں ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

[53] Ibn e nujaim, al ishbah wn nazaer, v. 1, p. 66.
[54] Saleem rustum baz, sharah almajallah, v. 1, p. 560.